السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ان دو آیتوں کا شان نزول کیا ہے؟

إِنَّ الدّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسلـٰمُ ۗ وَمَا اختَلَفَ الَّذينَ أوتُوا الكِتـٰبَ إِلّا مِن بَعدِ ما جاءَهُمُ العِلمُ بَغيًا بَينَهُم ۗ وَمَن يَكفُر بِـٔايـٰتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَريعُ الحِسابِ ﴿١٩﴾... سورة آل عمران

فَلا تُطِعِ المُكَذِّبينَ ﴿٨﴾ وَدّوا لَو تُدهِنُ فَيُدهِنونَ ﴿٩﴾ وَلا تُطِع كُلَّ حَلّافٍ مَهينٍ ﴿١٠﴾ هَمّازٍ مَشّاءٍ بِنَميمٍ ﴿١١﴾ مَنّاعٍ لِلخَيرِ مُعتَدٍ أَثيمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّ بَعدَ ذٰلِكَ زَنيمٍ ﴿١٣﴾ أَن كانَ ذا مالٍ وَبَنينَ ﴿١٤﴾... سورة القلم

نیز یہ بھی فرمائیں کہ ان دونوں آیتوں کا مفہوم کیا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلی آیت یعنی إِنَّ الدّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسلـٰمُ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ دین اسلام ہے۔ یاد رہے کہ دین سے مراد کبھی عمل ہوتا ہے اور کبھی عمل کی جزا۔ دین سے مراد عمل کی مثال یہ آیت کریمہ ہے:

وَرَضيتُ لَكُمُ الإِسلـٰمَ دينًا ﴿٣﴾... سورة المائدة

''اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔''

نیز فرمایا:

إِنَّ الدّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسلـٰمُ ﴿١٩﴾... سورة آل عمران

''اور دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔''

اور دین سے مراد عمل جزا کی مثالیں حسب ذیل آیات ہیں:

مـٰلِكِ يَومِ الدّينِ ﴿٤﴾... سورة الفاتحة

نیز فرمایا:

كَلّا بَل تُكَذِّبونَ بِالدّينِ ﴿٩﴾... سورة الانفطار

''ہرگز نہیں بلکہ تم تو جزا وسزا کے دن کو جھٹلاتے ہو۔''

نیز اشاد الٰہی ہے:

وَيلٌ يَومَئِذٍ لِلمُكَذِّبينَ ﴿١٠﴾ الَّذينَ يُكَذِّبونَ بِيَومِ الدّينِ ﴿١١﴾... سورة المطففين

''اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے۔ جو جزا وسزا کے دن کو جھٹلاتے رہے۔''

پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک عمل مقبول اسلام ہے اور اسلام کے معنی ظاہری باطنی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت وفرماں برداری اور یہ اس اسلام خاص کو بھی مشتمل ہے جو حضرت محمدﷺ اور آپ کی امت کا دین ہے اور اسلام عام کو بھی جو تمام انبیاء کرام کا دین ہے کیونکہ ہر وہ دین جو پہلے سے قائم ہو وہ اللہ ہی کا دین اسلام ہی ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ نئی شریعت آجائے جو اسے منسوخ کردے۔ یہ آنے والی نبیؑ اور تاریخ شریعت دین اسلام بن جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی مقبول ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلَامُ جس طرح عمومی طور پر دین کے اصول و فروع پر مشتمل ہے 'اسی طرح یہ دین کی جزئیات پر بھی محیط ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عمل مقبول ہوگا جو اسلام کے مطابق ہوگا جیسا کہ اسی طرح یہ دین کی جزئیات پر محیط ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عمل مقبول ہوگا جو اسلام کی مطابق ہوگا جیسا کہ اس صحیح حدیث سے ثابت ہے جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

مَن عَمِلَ عَمَلًا لَیسَ عَلَیہِ اَمرُنَا فَھُوَ رَدٌّ» صحیح مسلم الاقضیہ باب نقض الاحکام الباطنہ ورد محدثات الامور حدیث :1718»

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے بارے میں ہمارا امر نہیں ہے تو وہ (عمل) مردود ہے ۔ ''

یہ مذکورہ بالا آیت کریمہ گویا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام کے سوا دیگر دین اللہ تعالیٰ کے ہاں غیر مقبول ہیں خواہ ان کے مطابق عمل کرنے والے کیسے ہی کیوں نہ کریں خواہ ان کا تعلق دین یہود سے ہو یا نصاریٰ سے یا کسی بھی دوسرے دین سے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمایا ہے ۔ جو شخص دین اسلام اور دیگر ادیان کو یکساں قرار دے اور کہے کہ یہ سب ادیان اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہیں تو وہ کافر ہے ۔ اس توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا ۔ اگر توبہ کرلے تو بہتر ورنہ اس کی سزا قتل ہے کیونکہ اس دین نے جسے عطا کرکے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا سابقہ تمام ادیان کو منسوخ کردیا ہے اور اب اللہ تعالیٰ اس دین کے سوا اور کسی دین کو ہرگز پسند نہیں فرمائے گا کیونکہ اس نے فرمایا ہے :

وَمَن یَبتَغِ غَیرَ الاِسلامِ دِینًا فَلَن یُقبَلَ مِنہُ وَھُوَ فِی الاٰخِرَۃِ مِنَ الخٰسِرِینَ ٨٥ ... سورۃ آل عمران

''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے ، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا ۔ ''

دوسر آیت کریمہ جس کے بارے میں سائل نے پوچھا ہے وہ یہ ہے :

وَلا تُطِع کُلَّ حَلّافٍ مَہینٍ ١٠ ہَمّازٍ مَشّاءٍ بِنَمیمٍ ١١ ... سورۃ القلم

''اور تو کسی ایسے شخص کا بھی کہنا نہ ماننا جو زیادہ قسمیں کھانے والا - بے وقار ، کمینہ ، عیب گو ، چغل خور ۔ ''

سائل نے ان آیات کے شان نزول کے بارے میں پوچھا ہے تو مجھے نہیں معلوم کہ یہ آیات کسی خاص سبب کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں ۔ البتہ ان آیات میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو منع فرمادیا ہے کہ وہ ایسے شخص سے کہے میں نہ آئیں جس میں یہ صفات موجود ہوں جو ان آیات میں مذکور ہین یعنی کُلَّ حَلّافٍ مَّہِینٍ جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل اوقات ہو کیونکہ فی نفسہ ذلیل و مہیں ہوتا ہے اور اس کی بات کو اس لیے وقت تک سچا نہیں مانا جاتا جب تک وہ قسم نہ کھالے ۔ ہَمّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِیمٍ طعن آمیز اشارتیں کرنے والا چغلیاں لیے پھرنے والا'' (ھماز) اس شخص کو کہتے ہیں جو کثیر الغیبت اور نمیمت میں فرق یہ کہ غیبت تو یہ ہے کہ کسی انسان کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح ذکر کیا جائے جو اسے ناپسند ہو نمیمت کے معنی ہیں لوگوں کے باہمی تعلقات کو خراب کرنا اور ان میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے کوشش کرنا مثلا ایک شخص دوسرے سے یہ کہے کہ فلاں شخص آپ کے بارے میں یہ یہ باتیں کرتا تھا ۔ آپ کو گالی دیتا تھا برا بھلا کہتا تھا آپ کی یہ عیب جوئی کرتا تھا اور وہ یہ باتیں اس لیے کرے تاکہ دونوں میں دشمنی اور عداوت ڈال دے ۔ حدیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

لایدخل الجنۃ نمام» صحیح البخاري الادب باب مایکرہ من النمیمۃ ح :6056و صحیح مسلم الایمان باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ ح :105 واللفظ لہ»

''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا ۔ ''

مَنّاعٍ لِلخَیرِ مُعتَدٍ اَثِیمٍ ''مال می ، بخل کرنیوالا' حد سے بڑھا ہوا بدکار'' یعنی اس میں نہ صرف یہ کہ خود کوئی خیر نہیں ہے بلکہ وہ خیر دوسرے بھی روکتا ہے ۔ (معتد) کے معنی ہین کہ وہ مخلوق پر زیادتی کرتا ہے ۔ یعنی اس میں یہ دونوں خرابیاں ہیں کہ وہ مخلوق سے خیر کو روکتا بھی ہے اور مخلوق پر زیادتی کرتا ہے اور یہ ظلم کی انتہاء ہوتی ہے ۔ اسی لیے تو فرمایا کہ خرابیاں ہیں کہ وہ مخلوق سے خیر کو روکتا ہے بھی اور مخلوق پر زیادتی بھی کرتا ہے اور یہ ظلم کی انتہا ہوتی ہے ۔ اسی لیے تو فرمایا کہ (معتد اثیم) کی وہ عداوت و دشمنی پید کرنے والی اپنی ان معصیتوں اور خیر سے لوگوں کو منع کرنے کی وجہ سے بڑا گناہ گار ہے ۔ عُتُلٍّ بَعدَ ذٰلِکَ زَنِیمٍ عتل کے معنی انتہائی سنگ دل اور متکبر شخص کے ہوتے ہیں اور (زنیم) اسے کہتے ہیں جو اپنے شر کی وجہ سے لوگوں میں معروف ہو ۔ ''زنیم'' اس کی علامت کو کہتے ہیں جو جانور کی گردن میں ہو ۔

اَن کانَ ذا مالٍ وَبَنینَ ١٤ اِذا تُتلٰی عَلَیہِ اٰیٰتُنا قالَ اَسٰطیرُ الاَوَّلینَ ١٥ ... سورۃ القلم

''اس کی سرکشی صرف اس لیے ہے کہ وہ مال والا اور بیٹوں والا ہے - جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ تو اگلوں کے قصے ہیں ۔ ''

یعنی اس شخص کے پاس چونکہ مال او بیٹے تھے اس لیے یہ مال وغیرہ کی وجہ سے فریب خوردہ ہوگیا اس نے سرکشی اور بغاوت کی روش اختیار کرلی ہے اور جب اسے اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو یہ کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں اس لیے قرآن کریم جس حسن وجمال اور عظیم معانی جن کے آداب عالیہ اخلاق فاضلہ قصص نافعہ اور اخبار صادقہ پر مشتمل ہے انہیں اس بات کو دل سے قبول کرلیجئے کہ گناہ جس شخص کے دل کو زنگ آلود کردیں اس کا نور حق اور ہدایت سے نیز قرآن عظیم کے شفاء اور نور سے محروم ہوجاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

کَلّا اِنَّ کِتٰبَ الفُجّارِ لَفی سِجّینٍ ٧ وَما اَدرٰیکَ ما سِجّینٌ ٨ کِتٰبٌ مَرقومٌ ٩ وَیلٌ یَومَئِذٍ لِلمُکَذِّبینَ ١٠ الَّذینَ یُکَذِّبونَ بِیَومِ الدّینِ ١١ وَما یُکَذِّبُ بِہِ اِلّا کُلُّ مُعتَدٍ اَثیمٍ ١٢ اِذا تُتلٰی عَلَیہِ اٰیٰتُنا قالَ اَسٰطیرُ الاَوَّلینَ ١٣ کَلّا بَل رانَ عَلٰی قُلوبِہِم ما کانوا یَکسِبونَ ١٤ ... سورۃ المطففین

''یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال سجّینٌ میں ہے - تجھے کیا معلوم سجّینٌ کیا ہے ؟ - (یہ تو) لکھی ہوئی کتاب ہے - اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے - جو جزا و سزا کے دن کو جھٹلاتے رہے - اسے صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے نکل جانے والا (اور) گناہ گار ہوتا ہے - جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ اگلوں کے افسانے ہیں - یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے ۔ ''

اس نے آیات کو اگلے لوگوں کے افسانے اس لیے قرار دیا کہ ان میں جو نور شفاء اور ہدایت ہے وہ اس کے دل تک نہیں پہنچی کیونکہ گناہوں اور معصیتوں کی وجہ سے اس کے دل پر زنگ لگ چکا ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی آیات سے ہدایت حاصل کرے تو اس کے ہدایت اور نور میں اضافہ ہوجاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَءَاتَىٰهُمْ تَقْوَىٰهُمْ ﴿١٧﴾... سورة محمد

''اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے انہیں ہدایت میں اور بڑھا دیا ہے اور انہیں ان کی پرہیزگاری عطا فرمائی ہے ۔''

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ﴿٧٦﴾... سورة مريم

''اور ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت میں بڑھاتا ہے ۔''

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج4ص79

محدث فتویٰ